نقشِ آغاز

پیمانۂ صبر چھلک اُٹھا

ذٰلک جزینٰہم بما کفروا ۔ وھل نجٰزی الا الکفور

بدقسمتی سے مسلمانوں کی فطرت بھی زمانہ کے اثرات سے کتنی عجیب ہوگئی ہے کہ وہ اور دو چار کی طرح کھلی حقیقتیں اور صداقتیں بھی اب ہماری مسلم اکثریت کیلئے ناقابل فہم ہوگئی ہیں۔ مسلمان کی طبیعت جب تک ایمانی قوت کی گرفت میں رہی تو احساس اتنا حساس اور شعور و ادراک اتنا تیز ہوتا کہ اردگرد کے معمولی تغیرات اور چھوٹے چھوٹے انقلابات و حوادث بھی اس کے لئے صد ہزار عبرت و نصیحت کا سامان بن جاتے۔ وہ اپنے انفرادی اور اجتماعی ماحول کا جائزہ لیتا اعمال و کردار کا محاسبہ کرتا اور آفات و مصائب کی کسوٹی پر اپنے اور اپنے معاشرہ کو پرکھتا۔ کسی ایک عزیز کسی ایک فرد کی موت سے بھی اس کی غفلتوں کے پردے چاک ہو جاتے اور سارے حقائق سامنے آجاتے۔ اسی لئے تو حضرت عمرؓ نے اپنی مہر کی انگوٹھی میں یہ الفاظ کندہ کرائے تھے کہ ـ کفی المرء بالموت واعظاً ۔ انسان کے لئے موت سے بڑھ کر واعظ نہیں۔ اور ہمارے ایک بزرگ غالباً شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں سن لو
ہر تغیر سے صدا آتی ہے فافہم فافہم

ایک دوسری حقیقت انسانوں کی مشترکہ اور مجموعی کمزوری اسباب سے غفلت برتنا ہے۔ پھر جب وہ نتائج دیکھتا ہے تو اپنی غفلتوں کا ماتم کرنے کی بجائے نتائج کی ہولناکیوں پر چیں بجبیں ہونے لگتا ہے اور جب نتائج کی تلخی اسے اپنی گرفت میں لے لیتی ہے تو اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کو چھپانے کیلئے حالات کی ایسی توجیہ کرتا ہے جو نتائج اور اسباب سے تعلق جوڑ نہ سکیں، نتیجۃً اصل اسباب تباہی و بربادی اسی طرح مستور و محجوب ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ بات قوموں کی ذلت و ادبار اور مستقبل کے خطرے کی آخری نشان ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی ذمہ داری تو اس بارہ میں دوہری ہے، وہ نہ صرف نتائج کا رشتہ اسباب سے جوڑیں گے

بلکہ اسباب کی تلاش میں مومنانہ فکر و نظر سے بھی کام لے گا کہ جب تک بیماری کی اصل وجوہات نگاہ میں نہ لائے جائیں مریض کا مرض اسباب و علاج کی فراوانی کے باوجود جان لیوا ہی ثابت ہوگا۔ مومن حالات و حوادث کی مادی تاویل کی بجائے ایمانی اور حقیقی توجیہہ کرتا ہے اور یہی وہ فرق ہے جو ایک مومن قوم کو مادہ پرست اقوام سے ممتاز کرتا ہے ۔۔۔۔۔

اس تمہید کی روشنی میں پاکستان کے موجودہ بھیانک ترین طوفان کرب و بلا اور سیلاب زدگی کا جائزہ لیجئے اس کی وسعت اسکی ہمہ گیری اسکی گہرائی اسکی شدت اور امتداد اسکی تباہ کاریوں کو نگاہ میں رکھ کر بحیثیت مسلمان قوم قرآن کو اول تا آخر نہ ہی کسی بھی ہلاک اور مغضوب قوم سے متعلقہ چند آیات ہی کو پڑھ لیجئے اور پھر اس پر اپنی حالت قیاس کیجئے ساری حقیقت سامنے آجائے گی۔ مادی نظریات کی کوتاہ نظریوں سے حقائق کا ادراک کبھی نہیں ہو سکتا نہ مصیبت کا ازالہ بجز ایمانی علاج کے ممکن ہے۔ قرآن کریم ایسے ہی سیلاب اور اس کے بندوں اور بندھ کسوں سے تباہ ہونے والی خوش عیش و خوشحال ایک قوم کی تباہی کا ذکر کرتا ہے۔ کہ ان پر یمن میں سد مارب توڑ کر سیل عرم چھوڑ دیا گیا، گھروں اور نخلستانوں میں سب لہلہاتے ہوئے باغات اور پھولوں سے لدے بھرے گلزار چٹیل میدان بن گئے اور یہ اس لئے کہ فاعرضوا ۔۔۔ کہ انہوں نے اپنے رب سے اور اس کے عہد و پیمان سے اپنا رشتہ توڑ دیا تھا اور یہ تباہی و بربادی کیوں آئی۔ اس لئے کہ ذلک جزینٰھم بما کفروا ۔ وھل نجٰزی الا الکفور
یہ سب ان کی ناشکریوں اور ناشکریوں کا نتیجہ تھا اور کیا ہم کفران نعمت کرنے والوں کے علاوہ کسی اور سے بھی یہ سلوک کر سکتے ہیں۔ ؟ یمن کی یہ مضبوط اور سرسبز و شاداب آبادی کہاں گئی۔ اور مٹے انہوں کے نشان کیسے کیسے۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اور ہم نے بھی ان کو قصے کہانیاں بنا کر رکھ دیا۔ وظلموا انفسھم فجعلنٰھم احادیث ومزقنٰھم کل ممزق ان فی ذلک لآیٰت لکل صبار شکور۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ انجام ہر اس قوم کا ہوتا ہے جو اپنے مادی تہذیب و تمدن میں اتنی مدہوش ہو جاتی ہے۔ کہ مادی عمرانی اور اقتصادی منصوبوں کے علاوہ ارادۂ الٰہی پر ایمان و اعتماد اور اسباب کے خالق اور مسبب حقیقی پر یقین و ایمان کے سارے راستے اس کیلئے بند ہو جاتے ہیں۔ اس قوم کے لیڈر اہل حکومت ارباب اقتدار، صنعت کار، کارخانہ دار اور فوجی طاقت سب کے سب [illegible] دائرہ میں محدود ہو کر رہ جاتے ہیں وہ بڑے بڑے ہیکل منصوبہ اور اسکیموں کا ڈھنڈورہ پیٹتے [illegible] بلند بانگ دعوے کرتے پھرتے ہیں۔ [illegible] لیکن یکایک ارادۂ الٰہی ان کے سارے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا ہے [illegible] ذلت و پستی، قحط و افلاس، تنگدستی و مہنگائی، سیلاب [illegible] ہو جاتے ہیں۔ قرآن

نے دو دماغ والوں کے قصے میں جس شرک اور کفر کا ذکر کیا ہے وہ یہی مادی کفر و شرک ہے جس کا ارتکاب حالات کی سنگینیوں کے دوران بھی ہم سے ہوتا رہا۔ ہم نے ٹھیک اُن ہی معذب اور مردود و مبغوض اقوام کا شیوہ اختیار کیا جو عین حالتِ عذاب میں بھی اپنے فکر و عمل کی گمراہیوں کا تدارک نہ کر سکے نہ ایسے حالات میں بھی استکانت آئی نہ رجوع و انابت نہ استغفار و تضرع نہ اعمال پر اشکِ ندامت نہ توبہ کی توفیق نہ اپنے اور اپنے گرد و پیش کا احتساب اور موازنہ بلکہ ہم نے اور ہماری بڑی سے بڑی اونچی ذمہ دار شخصیت وزیرِ اعظم تک نے جو اندازِ فکر اختیار کیا وہ یہ تھا کہ بڑی سختی سے سیلاب کا مقابلہ کیا جائے گا ——— ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا ——— پانی کیا حیثیت رکھتا ہے۔ (مساوات) ہم اس سے نمٹنے کیلئے تمام وسائل استعمال کریں گے۔ (امروز) پھر ہے ذرائع ابلاغ بھی مسلسل یہ تلقین کرتے رہے کہ سیلاب کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو جائیے۔ کہیں سے بھی اس کے اسبابِ حقیقی، مکافاتِ عمل کے نتائج اور شامتِ اعمال کے ظہور کیطرف قوم کے دل و دماغ کا رخ پھیرنے کی صدا نہ آئی۔ اور معاشرہ کی حالت کیا تھی۔؟ اس کی کچھ جھلکیاں پردوں سے چھن چھن کر دیکھی گئیں تو کیسی قبیح اور گھناؤنی کہ کئی جگہ اپنی بستیوں آبادیوں املاک و باغات کو بچانے کی خاطر پانی کا رخ ہرے بھرے شہروں کی طرف پھیر کر انہیں غرق کر دیا گیا۔

وادی کے کنارے اجڑے ہوئے انسانوں کی حالتِ زار دیکھتے ہوئے امراء اور اہلِ دولت کے طور طریقے ایسے تھے کہ پکنک منانے آئے ہوں۔ وہ لٹے پٹے انسانوں سے سستے داموں اشیاء خریدنے کے درپے رہے۔ ڈوبتے ہوئے شہروں اور اس کے مکینوں کے مال و متاع کو لوٹا گیا۔ خالی شہروں میں چوری کا بازار گرم ہو گیا اور یہاں تک کہ اس قوم کے بعض غیور و جسور فرزندوں نے طوفان میں گھری ہوئی بہنوں اور بیٹیوں کے اغوا، آبرو ریزی، عصمت دری اور چھیڑ خوانی میں بھی کسر نہ اٹھائی۔ بعض کیمپوں میں محصور خواتین نے ایسی دست درازیوں کے خوف سے راتیں آنکھوں میں کاٹیں اور کچھ غلط لوگوں نے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سیلاب کے نام پر چندے اور امداد کا جعلی دھندا شروع کیا۔ اور یہ بھی کہ بھری بستیاں ڈوب رہی تھیں۔ لیکن کئی جگہ مدد کیلئے چیخ و پکار پر کسی نے لبیک نہ کہی، سب کھڑے تماشا دیکھتے رہے۔ اور اس آسمان نے اپنی کھلی فضاؤں میں حسرت و یاس کی تصویر بنے ہوئے انسانوں کے لٹے پٹے قافلوں کے ساتھ ۱۴ اگست کی رات کو کھلی رقص و سرود کی محفلیں بھی دیکھیں کہ یومِ آزادی کی تقریبات کی ممنوعی کے اعلان کے باوجود کئی اعلیٰ حکام نے ہوٹلوں میں رقص و سرود کی محفلوں کی شان و شوکت میں اضافہ کیا۔ جمہور لاہور کی روایت کے مطابق لاہور سے باہر انسان طوفانِ نوح کی لپیٹ میں تھے اور ادھر ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں رقص و موسیقی اور شراب کا سیلاب آیا ہوا تھا ——— ادھر قدرت کا پیمانہ صبر چھلک رہا تھا ادھر قدرت کے باغی اور سرکش عناصر پر جام لنڈھا [illegible]

سے اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اور یہ سب ایک "مسلم قوم" کی اسلامی مملکت سے اسلامی آئین کی موجودگی میں ہو رہا تھا۔ شاعر نے ایسے ہی موقعہ پر کہا ہوگا ؎

طوفانِ نوح سے تو ڈبوئی زمیں فقط
میں ننگِ خلق ساری خدائی ڈبو گیا

کیا یہ سب کچھ اس ارشادِ ربانی کی ہو بہو تصویر نہیں جس میں کہا گیا تھا کہ ولقد اخذنٰھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما یتضرعون۔ ان کی حالت یہ ہے کہ ہم نے انہیں عذاب کی گرفت میں لے لیا۔ مگر نہ وہ پروردگار کے آگے جھکے نہ ہی عاجزی اختیار کی۔ کیا پاکستان کو سقوطِ بنگال کے واقعۂ ہائلہ اور قیامتِ کبریٰ کے بعد اتنی بڑی دوسری ہولناک نصیحت کی بھی ضرورت تھی، کیا ہماری غفلت موت سے بدتر ہو چکی ہے۔؟ آئیے اپنے حالات کا جائزہ لیں اور اپنے طرزِ عمل سے ان سوالات کا جواب مہیا کریں۔ اگر جواب نہیں ملتا تو خدا کی ناطق اور زندۂ جاوید کتاب سے سنئے: اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون ۔۔۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ انہیں ہر مرتبہ سال میں ایک یا دو مرتبہ ابتلاء اور آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ لیکن وہ پھر بھی نہ تو توبہ کرتے اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں۔

سمیع الحق

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

ضروری اعلان | اخبارات میں وزیر اعظم جناب بھٹو کے انتخاب پر اس کے ہم جمعیۃ العلماء اسلام سے تعلق اور جواب طلبی اور فریقین کے جوابی اور الزامی بیانات میں مولانا عبدالحق کا بھی ذکر آ رہا تھا جس سے مراد قومی [illegible] بلوچستان کے رکن مولانا عبدالحق صاحب لورالائی تھے۔ اور واقفِ حال افراد پر یہ بات مخفی نہ تھی مگر بہت سے لوگوں کو مذکورہ ممبر کی ہمنامی کی وجہ سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ (اکوڑہ خٹک) کے بارہ میں غلط فہمی ہو رہی تھی حضرت [illegible] معروف دینی شخصیت اور پھر قومی اسمبلی میں اب تک اسلامی مساعی کی وجہ سے اور دوسری طرف [illegible] کا اسمبلی میں کبھی ذکر نہ آنے کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہونا لازمی تھی۔ اس صورتحال کی وضاحت کیلئے اخبارات سے رجوع کیا گیا کچھ نے وضاحتی بیان شائع بھی کر دیا اور بعض اخبارات سے معلوم ہوا کہ [illegible] جس کی وجہ سے اس ابہام اور اجمال سے کام لیا جا رہا ہے، بہرحال ہم اپنے قارئین اور ان کے توسط سے دیگر ناظرین معززین سے اصل صورت حال کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ اکوڑہ خٹک کا ان [illegible] تمام بیانات وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں وہ اسلامی آئین و نظام حیات کے بارہ میں اپنے مضبوط موقف پر بحمد اللہ [illegible] کی حکمرانی [illegible] کے اندر اسمبلی میں بدستور [illegible]

([illegible] ماہنامہ الحق [illegible] دفتر)